بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصریحات

۲۳رمئی ۱۹۸۳ء کو وزیرِ دفاع پاکستان جناب میر علی احمد خان تالپور کی تقریر اخبارات کی زینت بنی ہے۔ روزنامہ "جنگ" نے سرخی یوں جمائی ہے:

"پاکستان کو کوئی بھی نہیں توڑ سکتا ۔۔۔۔ جو یہ سمجھتا ہے کہ پاکستان اسلام کے لیے نہیں بنا تھا، وہ یہ غلط فہمی اپنے دل سے نکال دے"!

جب کہ متن میں اخبار مذکور نے (آخر میں) یہ لکھا ہے:

"انہوں نے تالیوں کی گونج میں کہا کہ پاکستان مستحکم ہو گیا ہے اور وہ دن دور نہیں جب اس کا شمار دنیا کی ممتاز قوموں میں ہو گا۔ انہوں نے لوگوں پر زور دیا کہ وہ ان عناصر سے خبر دار رہیں جو یہ نعرہ لگا رہے ہیں کہ پاکستان کو دنیا کے نقشے سے مٹ جانے کا خطرہ ہے ۔۔۔۔ عام آدمی کی خواہش کے مطابق ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کا کام شروع ہو گیا ہے اور اس سلسلہ میں قابلِ ذکر پیش رفت ہوئی ہے"!

موصوف کے یہ خیالات پڑھ کر ہمیں دلی مسرت حاصل ہوئی ہے اور آپ جس منصب پر فائز ہیں، اسی اعتماد سے انہیں بات کرنی بھی چاہیے تھی ۔۔۔۔ ہماری دلی دعا ہے کہ پاکستان دنیا کے نقشہ پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قائم رہے اور یہ صحیح معنوں میں اسلام کا گہوارہ بن جائے آمین! ۔۔۔۔ لیکن اس موقع پر قرآن مجید کی ایک آیت ہمیں رہ رہ کر یاد آرہی ہے کہ:

"ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس!"

کہ "خشکی اور تری میں جو فساد رونما ہوتا ہے وہ لوگوں کی اپنی ہاتھ کی کمائی کا نتیجہ ہوتا ہے"!

—— اور جب ہم اس نقطۂ نگاہ سے پاکستان کے حالات کا جائزہ لیتے ہیں، تو دُور جانے کی ضرورت نہیں، اسی اخبار جس میں ان کی تقریر شائع ہوئی ہے، کے فلمی اشتہارات کے صفحہ پر ایک نظر ڈال لینا کافی ہوگا —— اگرچہ ہمیں یہ احساس ہے کہ جب برائی عام ہو جائے تو نہ صرف اس کی سنگینی کا احساس عنقا ہو جاتا ہے بلکہ نیکی کا وجود بھی اجنبی سا محسوس ہونے لگتا ہے —— لہٰذا ممکن ہے کوئی صاحب ہماری اس دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اخبار مذکور کے اس صفحہ کو دیکھ کر یہ کہیں کہ یہ تو معمول کی بات ہے، غیر معمولی ہرگز نہیں! —— تاہم ایک مسلمان اگر قرآن مجید کی اس آیت کو پیش نظر رکھے کہ:

"یٰایھا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن - الاٰیۃ!"

"اے نبیؐ، اپنی ازواج مطہراتؓ، اپنی بیٹیوںؓ اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیں کہ اپنی اوڑھنیاں اپنے اوپر اوڑھ لیں!"

اور پھر بے حیائی کے مرقع ان تصاویر کو دیکھے تو وہ یقیناً یہ سوچنے پر مجبور ہوگا کہ یا تو ہم مسلمان نہیں ہیں اور یا پھر معاذ اللہ قرآن مجید نہ تو کتاب الٰہی ہے اور نہ ہی اسے ہماری ہدایت و راہنمائی کے لیے رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا تھا۔ —— وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ "پاکستان مستحکم ہوگیا ہے"۔ لیکن انہیں یہ کون بتلائے کہ گوجرانوالہ کے ایک اسٹاپ سے ایک شخص کو بس پر سوار کرانے کے بعد موسلا دھار بارش میں دوبارہ سڑک پر محض اس لیے اتر جانے کے لیے کہہ دیا گیا تھا (اور اگر ایک نوجوان آڑے نہ آتا تو بس والے یقیناً ایسا کر گزرتے) کہ اس نے ڈرائیور سے نہایت ادب سے یہ درخواست کی تھی کہ "استاد جی، یہ بارشوں کا موسم نہیں بلکہ فصل کی کٹائی کا موقع ہے۔ لیکن ہم مسلسل کئی روز سے بارشوں کا شکار ہیں جو اس امر کی غماز ہیں کہ ہمارا خدا ہم سے خوش نہیں، لہٰذا فحش نغموں کی اس مکروہ ریکارڈنگ کو بند کر کے اللہ رب العزت سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں!" —— جس کے جواب میں بس کو روک کر یہ کہا گیا کہ "اپنا کرایہ واپس لیں اور بس سے نیچے اتر جائیں —— مولویوں کے لیے ہماری بس میں کوئی جگہ نہیں!" —— جب کہ ایک دوسرے موقع پر کامونکی اسٹاپ پر اس شخص کو محض اسی جرم کی پاداش میں واقعتہً بس سے نیچے اتار بھی دیا گیا تھا —— اور وہ شخص (جو راقم الحروف کے علاوہ کوئی اور نہ تھا) قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کرتا ہوا بس سے نیچے اتر گیا تھا:

"فما کان جواب قومہ الا ان قالوا اخرجوھم من قریتکم
انھم اناس یتطہرون ؛"

یعنی لوطؑ کی وعظ ونصیحت سن کر آپؑ کی قوم کا جواب اس کے علاوہ اور کچھ نہ تھا
کہ "انہیں اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ بڑے نیک پاک بنے پھرتے ہیں !"

——— اور کسے یہ تسلیم نہیں کہ سورۂ اعراف کی اس آیت ۸۲ کے بعد آیت ۸۴ میں
نتیجۃً غضبِ خداوندی کا یوں اظہار ہوا ہے :

"وامطرنا علیہم مطراً فانظر کیف کان عاقبۃ المجرمین؟"

کہ "ہم نے (ان کے انہی کرتوتوں کی پاداش میں) ان پر پتھروں کی بارش برسائی
——— پس دیکھئے مجرموں کا انجام کیسا ہوا کرتا ہے !"

——— سو یہ ہے اس پاکستان کے استحکام کی حالت جس کا شمار دنیا کی ممتاز قوموں
میں ہونے والا ہے اور جس کے متعلق موصوف نے فرمایا ہے کہ :

"جو یہ سمجھتا ہے کہ پاکستان اسلام کے لیے نہیں بنا تھا وہ یہ غلط فہمی اپنے دل
سے نکال دے !" ——— نیز یہ کہ :

"عام آدمی کی خواہش کے مطابق ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کا کام شروع
ہو گیا ہے اور اس سلسلہ میں قابلِ ذکر پیش رفت ہوئی ہے !"

——— اگر اسلامی نظام کے نفاذ میں پیش رفت اسی کا نام ہے تو خدارا ؏
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے ؟

——— بتائیے اگر پاکستان کے استحکام کی یہی حالت ہے تو معاذ اللہ پاکستان کو توڑنے
کے لیے دشمنانِ پاکستان کو کسی اہتمام کی بھی کیا ضرورت ہے ؟

وزیر موصوف نے یہ بھی فرمایا ہے کہ :

"لوگ ان عناصر سے خبردار رہیں جو یہ نعرہ لگا رہے ہیں کہ پاکستان کو دنیا کے
نقشے سے مٹ جانے کا خطرہ ہے !"

ہم واضح لفظوں میں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ راقم الحروف کوئی سیاستدان نہیں، اسے نہ تو
موجودہ حکومت سے کوئی بیر ہے اور نہ مغربی جمہوریت ہی کو اپنا معبود و مسجود سمجھنے کا اسے کوئی

خبط لاحق ہے ـــــ اس کا معبود و مسجود وہی ایک ذات ہے جس نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے:

"افلم یہد لہم کم اھلکنا قبلہم من القرون یمشون فی مساکنہم ان فی ذلک لاٰیٰت لاولی النہیٰ!" (طٰہٰ ۱۲۸)

کہ "لوگوں کو یہ بات راہِ ہدایت پر کیوں نہیں لے آتی کہ ہم نے ان سے قبل کتنی بستیوں کو (ان کے کرتوتوں کی بناء پر) تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے جو اپنے مساکن میں (ہنسی خوشی) چلتے پھرتے تھے ـــــ بے شک اس میں عقلمندوں کے لیے (عبرت کی کئی) نشانیاں موجود ہیں!"

ـــــ لہٰذا آپ ان عناصر سے لوگوں کو ضرور خبردار کریں جو محض کرسی کے لالچ میں، مخالفت برائے مخالفت پر کمربستہ، جمہوریت کے نام نہاد تقدس کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے، مارشل لاء کو شجرِ ممنوعہ قرار دے رہے ہیں (لیکن خود ان کے پاس کوئی واضح پروگرام اور لائحہ عمل موجود ہی نہیں ہے) اور جس کی بناء پر انہیں پاکستان کے دنیا کے نقشے سے مٹ جانے کا خطرہ سر پر منڈلاتا نظر آتا ہے ـــــ لیکن وہ ان عناصر کی بچھیوں کو نظر انداز بھی نہ کریں جو تعیش، سرمستیوں اور غفلت میں ڈوبی ہوئی اس قوم کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر یہ بتلا دینا چاہتے ہیں کہ مکافاتِ عمل کا کوڑا جب بلند ہوتا ہے، تو یہ عناصر قدرت ہی، جن کو خدائے لم یزل نے حیاتِ انسانی کی بقا کی خاطر پیدا کیا ـــــ یہی انسان کے بدترین دشمن ثابت ہوا کرتے ہیں ـــــ اور پھر وقت کے کسی اقبال کی زبان پر اچانک یہ شعر جاری ہو جاتا ہے ؎

آ تجھ کو بتا دوں میں تقدیرِ امم کیا ہے؟
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر!

وزیرِ موصوف، اگر آپ نے شمشیر و سناں کی حد تک پاکستان کے استحکام کا اطمینان حاصل کر لیا ہے تو اس کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لیے ایک نظر ذرا طاؤس و رباب پر بھی ڈال لیں ـــــ کیا بسوں اور ویگنوں میں یہ ریکارڈنگ عنداللہ مذموم ہونے کے علاوہ قانونی طور پر بھی جرم نہیں؟ ـــــ اس کے باوجود، خیبر سے کراچی تک وہ کون سا مقام ایسا ہے جہاں احکامِ الٰہی اور احکام رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی شدید خواہش رکھنے والا کوئی اللہ کا بندہ ناچار یہ تلخ تمنا کرنے پر مجبور نہیں کہ کاش وہ بہرا ہو جائے اور کاش اس کی قوتِ سماعت اس سے چھین لی جائے، مبادا کہ روزِ قیامت اس کے کانوں میں پگھلا ہوا تانبا

اس لیے ڈالا جائے کہ کسی غیر محرم عورت کے ناپاک گیتوں کی آوازیں اس کی سماعت سے کیوں ٹکرائی تھیں ؟

——— اور یہ تو تصویر کا ایک رخ ہے ، اگر آپ نفاذِ اسلام کی اس پیش رفت کا جائزہ لینا چاہیں تو اس کے کئی اور پہلو بھی قابلِ غور ہیں اور جن سے یقیناً آپ بے خبر نہیں ہیں ——— ان حالات میں ہمارا ہمدردانہ اور مخلصانہ مشورہ یہی ہے کہ سیاستدانوں اور عوام کو چھوڑیئے ، کل روزِ جزا کو آپ خدا تعالیٰ کے ہاں کیا عذر پیش کر سکیں گے ؟ ——— کہ کل راع مسئول عن رعیتہ ! ——— وما علینا الا البلٰغ :

(اکرام اللہ ساجد)

(بقیہ ص۱ سے آگے)

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرمؐ نے سنہ ۱۰ھ میں حج کیا اور یہ آپؐ کی زندگی کا آخری دور ہے جس کے صرف ۳ ماہ بعد اوائل ربیع الاول ۱۱ھ میں آپؐ کی وفات ہو گئی تھی۔ گویا آپؐ کے اس انتہائی آخری دور میں بھی :

۱۔ ذاتی ملکیت کا مقصد موجود تھا کیونکہ آپؐ نے اپنی طرف سے قربانی کے جانور امیر کارواں کے ساتھ کر دیئے تھے کہ مکہ جا کر دیا ، ذبح کیے جائیں۔

۲۔ آپؐ کے وضع کردہ نظام ربوبیت ، کا کوئی وجود نہ تھا جو ذاتی ملکیت کی نفی کرتا ہے ، جس کے متعلق آپ لکھتے ہیں کہ :

"یہی ہے وہ نظام ربوبیت ہے جسے قرآن معاشرہ کی آخری شکل قرار دیتا ہے۔"

(ق۔ن۔ص ۲۵)

اب ایک طرف تو قرآن کے نزول کا مقصد ذاتی ملکیت کی نفی اور نظام ربوبیت ، کا قیام ثابت کر رہے ہیں۔ دوسری طرف یہ وضاحت فرما رہے ہیں کہ رسول اللہ اپنی آخری زندگی تک اس مشن میں ناکام رہے۔ اب آپ خود ہی غور فرما لیجئے کہ آپ کے ان متضاد بیانات سے اللہ اور اس کے رسول کے متعلق کیا تصوّر قائم ہوتا ہے اور خود آپ کے متعلق کیا؟